رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۰

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

الحکم

چو گوئم باتو گر آئی بجا در قادیاں بینی	درا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

ا۔ عوام سے صہ

... معاونین سے عہ

... دستان سے باہر کے

... سب والوں سے ۱۲

... عت کے غیر مستطیع

... سے کم آمدنی

... لوگوں سے عہ ۱۲

نمبر ۳۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۲۵ھ

اطلاع

موسمی عوارض کی وجہ سے چھاپنے والا عملہ بیمار ہے۔ اور مشین ابھی تک پہونچ نہیں سکی۔ اس لئے جہاں پچھلے ہفتہ کا اخبار دو ورقہ پر شایع ہوا وہاں اس ہفتہ کا اخبار بمشکل آٹھ صفحوں پر شائع ہو سکا ہے امید ہے ناظرین معذور سمجھیں گے۔

ناظرین الحکم کی خدمت میں واضح رہے کہ اگر انہیں مذہبی امور کے متعلق کبھی ایسے شبہات اور سوالات پیدا ہوا کریں جن کا جواب دینا مذہبی اخبار وں کا فرض ہوا کرتا ہے تو وہ بے خوف وخطر سوالات لکھکر دفتر الحکم میں بھیجا کریں۔ ہم بفضل خدا معقول سوالوں کے جواب اخبار میں چھاپ دیا کریں گے۔

عجیب نوٹ

خدا تعالیٰ نے اگر اوپر کو آسمان بنا دیا ہے تو نیچے کو زمین بنا دی ہے اگر علو بنایا ہے تو اسفل بھی بنایا ہے۔ نور بنایا ہے تو پھر اندھیرا بھی بنایا ہے باقی رہنے والی چیزیں بنائی ہیں۔ تو فنا ہونیوالی چیزیں بھی بنائی ہیں بعض کو قرب کا موجب بنایا ہے تو بعض کو دور رہنے کا موجب بنایا ہے۔ اگر فرشتے بنائے ہیں تو پھر شیطان بھی بنایا ہے۔

جب مرد عورت دونوں کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجیں اپنے رسول بھیجے اور سب سے آخر اپنی کامل [illegible] قرآن مجید اور اپنا کامل اور افضل الرسل رسول [illegible] بھیجا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرد تو تعلیم حاصل کریں اور [illegible] فائدہ اٹھاویں اور اپنی عاقبت سنواریں مگر عورتوں [illegible] رکھا جاوے۔ اور جیسے ان پر [illegible] پیدا ہوتی تھیں [illegible] انہیں بھی جاویں کیا اس معاملہ میں مرد گنہگار نہیں [illegible] ستیاناس نہیں۔

مرد اور عورت میں اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی قدرتاً بہت فرق ہے اور جو کام مرد [illegible] عورت نہیں کر سکتی اور جو عورت کر سکتی ہے وہ مرد [illegible] بعض امور میں شراکت بھی ہے۔ مگر مقابلۃً مرد غالب ہے [illegible] مرد حاکم ہے اور عورت محکوم ہے۔ اس لئے مرد و عورت [illegible] کبھی نہیں ہو سکتے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک گریجوایٹ کی ضرورت

مدرسہ ہذا میں ایک سیکنڈ ہیڈ گریجوایٹ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستیں معہ سندات کے بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے جلد آنی چاہئیں +

الہامات۔ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء ۱۔ الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل [illegible]

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۹ - ستمبر بوقت نماز ظہر -

کرامت علی نے حضرت مسیح الزمان و مہدی دوران سلمہ الرحمٰن کی نسبت ایک پیشگوئی کی ہے - جو کہ گذشتہ اخبار میں پیسہ اخبار سے نقل کر کے شائع کی گئی تھی - جبکہ وہ پیشگوئی جب روزانہ اخبار مطبوعہ ۱۸ ستمبر سے پڑھ کر حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں سنائی تھی - تو اسپر جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا پیشتر اس کے کہ وہ درج کروں حضرت اقدس کے کلمات طیبات کو سمجھنے کے لئے اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ گذشتہ اخبار کے صفحہ ۱۰ سے وہ پیشگوئی ایک دفعہ پھر بغور پڑھ لیویں - (ظہیر)

اسپر حضرت اقدس نے فرمایا - پیشگوئیاں تو وہ ہوتی ہیں جو قبل از وقت وقوع اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے عام طور پر شائع ہوں - اور دنیا میں ان کی عام طور پر شہرت ہو - آجکل کے لوگوں کی زبانی شہادتوں کا کیا بہروسہ ہے - ہمارے مخالفوں کی اس وقت عجیب حالت ہو رہی ہے - تہوڑے دنوں کی بات ہے - کہ ایک جگہ آٹھ آدمیوں نے قسم کہا کے بیان کیا کہ ہم دیکھ آئے ہیں جسکو جذام ہو گیا ہے زبانی شہادتوں پر تو بڑی بڑی کرامتیں لوگوں میں مشہور ہو جایا کرتی ہیں حالانکہ اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی - فرمایا یہ اخبار تو رکھنے کے لائق ہے - اسکی پہلی پیشگوئیوں کی نسبت صرف زبانی شہادتوں کو ہم کافی نہیں سمجھتے - ہاں یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس اخبار میں درج ہے - اب خود بخود سچائی ظاہر ہو جاوے گی اس نے بڑا ہی ظلم کیا ہے جو دلی میں ہزار دو ہزار آدمی طاعون سے مر گئے اور اس نے ان کو چھوا تک بھی نہیں - زبانی شہادتیں آجکل کے لوگوں کی قابل قدر نہیں البتہ اسکی یہ پیشگوئی محفوظ رکھنے کے لائق ہے - یہ کیسی حیلہ سازی ہے کہ جو پیشگوئی کرتا ہے وہ تو چپ ہے اور اسکی بجائے ایک دوسرا شخص شائع کرتا ہے - دیکھو جتنی پیشگوئیاں ہم کرتے ہیں خود ہی لکھتے اور شائع کرواتے ہیں - اصل میں قرون ثلاثہ کا حال کمال پر پہنچ چکا ہے - اس زمانہ میں جھوٹ تو حلوہ بے دود سمجھا جاتا ہے - ہم پر بڑے بڑے افترا کئے گئے اور طرح طرح کے بہتان لگائے گئے - عدالتوں میں ہم پر طرح طرح کے جھوٹے الزام ثابت کرنیکی کوشش کی گئی اور ان لوگوں نے ہمارے بر خلاف آتمارام اور چندولال کے سامنے جھوٹ بولے - فسق و فجور کی کوئی حد نہیں رہی اور خاص کر جھوٹ میں تو ان لوگوں نے وہ کمال حاصل کیا ہے کہ اگر لاکھ آدمی بھی ملکر شہادت دیں تو اعتبار نہیں ہو سکتا - شیخ یعقوب علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ تمہارا ذمہ ہے کہ پیسہ اخبار کیطرف اصلیت کو دریافت کرنے کے لئے ایک خط لکھو بلکہ میں کہتا ہوں کہ خود ہی ایک دو آدمی کرامت علی کے پاس دلی چلے جاؤ - اور اس کو یہ اخبار دکھادو - کسی شخص نے عرض کی کہ منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل دلی میں موجود ہیں اور بڑے مخلص ہیں انہیں کو لکھا جاوے - حضرت نے مولوی محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا ہم تو اسی وقت آدمی بھیجنے کو بھی تیار رہتے مگر خیر انہیں کو لکھدو اور تاکیداً لکھدو کہ ہمارا خط دیکھتے ہی خود اس کے پاس جائیں اور اخبار دکھاویں اگر وہ اقرار کرے تو بھی اس سے لکھوالیں اور اگر انکار کرے تو بھی لکھوالیں منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل ہمارے خط کو دیکھتے ہی اس کے پاس جاویں اور پوری کوشش سے کام لے کر اس سے اقرار لیں - ایسی چوری کارروائی ٹھیک نہیں ہے - ان کو تاکیداً لکھدو کہ خود جاکر اس سے اقرار لیویں اور اس کے ہاتھ سے لکھوائیں - یہ تو بڑی فیصلہ کی بات ہے - گویا تمام دنیا کو ایک فیصلہ نے ہی چھوڑ دیا - اس کے پاس ضرور خود جاکر اس امر کی تصدیق کرانی چاہیئے - معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں شرارت پیدا کرنے کے لئے ایسی پیشگوئیاں کر دیتے ہیں - مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے -

واللّٰہ مخرج ما کنتم تکتمون $\frac{1}{9}$

ایک ہفتہ تک پتہ لگ جائے گا کہ اصلیت کیا ہے - چاہیئے کہ یہی اخبار ان کو بھیجا جاوے - ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں سے اخبار ہی تلاش کرتے پھریں - کرامت علی کے پاس جاکر اخبار کی وہ جگہ اسے دکھلائیں جہاں پیشگوئی درج ہے اور اس کو کہدیں کہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہے اسکی تصدیق ہم کرنے آئے ہیں اور اس بات کی بھی اچھی طرح سے تصدیق کر لیں کہ وہ کونسے ساٹھ آدمی ہیں جن کو چھونے سے اڑنگی طاعون جاتی رہی اور وہ تندرست ہو گئے -

فرمایا کئی دنوں سے ابتلاؤں کا سامنا تھا جس کی وجہ سے دن رات تو میں سویا ہی نہیں - آج ذرا سی میری آنکھ لگ گئی تو یہ فقرہ الہام ہوا - " خدا خوش ہو گیا " اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم اس بات سے بہت خوش ہوا ہے کہ اس ابتلا میں میں پورا اترا ہوں اور اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ اس ابتلا میں تو پورا اترا -

اس کے بعد پھر آنکھ لگ گئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوشخط خوبصورت کاغذ میرے ہاتھ میں ہے جس پر کوئی پچاس ساٹھ سطر لکھی ہوئی ہیں - میں نے اس کو پڑھا ہے مگر اس میں سے یہ فقرہ مجھے یاد رہا ہے کہ " یا عبداللّٰہ انی معک " یعنے اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں - اور اس کو پڑھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی - کہ گویا خدا کو دیکھ لیا - دیکھو ہمارے ساتھ تو خدا کے یہ معاملے ہیں - اور یہ ہیں جو ہماری ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتے ہیں - اگر خدا کو اپنے دین کا بڑا غرق کر دینا منظور ہے تو جو چاہے سو کرے اس کو کوئی روک نہیں سکتا مگر یہاں تو اس نے بڑے بڑے وعدے دیئے ہوئے ہیں - ایک طرف خدا تو یہ فرماتا ہے -

ولک نری آیات ونھدم ما یعمرون - الیحک ولا اجیحک واخرج منک قوما - انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ کمثلک درّ لا یضاع - لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون -

(یعنی میں تجھے آرام دوں گا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھلا دیں گے - اور ہم ان عمارتوں کو ڈھا دیں گے جو بنائی جاتی ہیں تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے - اور نیز ان لوگوں کی نگہ میں جن کو آنکھیں دی گئی ہیں) مگر یہ کہتے ہیں کہ اسکی تمام جماعت پاش پاش ہو جاویگی اور یہ خود بھی طاعون سے ہلاک ہو جاوے گا -

فرمایا۔ ایک دفعہ دلّی میں تین شخص ہمارے پاس آئے۔ اور ان میں سے ایک نے کہا تھا کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ مسیح ناصری فوت ہو چکا اور آنے والا مسیح میں ہوں اور توفّی کے معنی قبض روح کے کرتے ہو حالانکہ اس کے معنے پورا کرنے کے بھی ہیں اور اس کی تائید میں یہ مصرع پڑھ کر سنایا۔

توفّی کل نفس ما ضمنت میں نے جواب دیا کہ مولوی بن کر سفہ بن کر ایسی بات کرنی۔ بھلا یہ تو پہلے بتلاؤ کہ یہ صیغہ کا ہے کا ہے۔ بس پھر تو پتا لگ گیا جی غلطی ہوگئی۔ (توفّی کے معنے پورا دینے کے وہاں ہوں گے جہاں باب تفعیل میں ہوگا۔ اور قبض روح کے معنے وہاں ہوں گے جہاں باب تفاعل سے ہوگا)

فرمایا عجیب بات یہ ہے کہ ہمیں تو رد کر دیا اور ایک عیسائی کو مسیح بنا دیا۔ امید ہے کہ یہ ایک ہنسی ٹھٹھہ کی پیشگوئی ثابت ہوگی۔ ورنہ ایک مسلمان کا ایسے شخص کو مسیح قرار دینا جو انسان کی پرستش کرتا اور انسان کو خدا بناتا اور مسلمانوں کے نزدیک کفر کا عقیدہ رکھتا ہے نیک نیتی پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ محض ہنسی ٹھٹھا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا۔ طاعون تو ابھی سر پر ہے۔ یہ کوئی صحیح فیصلہ تو نہیں کہ اب طاعون دور ہوگئی ہے۔ یاد رکھو کہ مفتری کو خدا تعالیٰ بے سزا کبھی نہیں چھوڑتا۔ ابھی تو طاعون کی نسبت گورنمنٹ خود ہی حیران ہے۔ کہ اس کو روکنے کی کیا تدبیر کیا جاوے اور اس طرف خدا تعالیٰ نے ہمیں یہی خبر دے رکھی ہے۔ کہ اس سال یا اگلے سال سخت طاعون پڑے گی اور شدت سے پڑے گی اور مغربی ممالک میں بھی خطرناک طاعون پڑے گی۔ اور کابل کی نسبت طاعون تو نہیں مگر یہ فرمایا ہے کہ وہاں پچاسی ہزار آدمی ہلاک ہوں گے۔ اور ساتھ ہی ہمارے ساتھ وعدہ ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ اگر یہ افترا ہے تو دکھاؤ کہ ان گیارہ برسوں میں کتنے ہلاک ہوئے۔ دیکھو فقیر مرزا نے میری نسبت کتنے زور سے پیشگوئی کی کہ یہ شخص آیندہ ماہ رمضان میں طاعون سے مرے گا اور بڑا بڑا دعویٰ کیا کہ میرا عرش معلّٰے تک گذر ہوا ہے اور میری نسبت بار بار کہا کہ یہ جھوٹا ہے اور مجھے خدا کی آواز آئی ہے کہ اس پر آیندہ رمضان کی فلاں تاریخ کو بڑا غضب نازل ہوگا۔ اور تباہ ہو جائے گا۔ مگر دیکھو کہ پھر خود ہی طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ اور پھر عجیب بات یہ کہ آیندہ رمضان کی اسی تاریخ کو آپ ہی ہلاک ہوگیا جس تاریخ کو میری ہلاکت کی پیشگوئی لکھی تھی۔

پھر چراغ الدین کو دیکھو جو بڑا دعوے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسےٰ نے مجھے عصا دیا ہے اور پھر میری ہلاکت کے لئے بڑی بڑی دعائیں کرتا رہا مگر آخر خود ہی اپنے لڑکوں سمیت طاعون سے مارا گیا یہ تو ان پیشگوئی کرنیوالوں کے حال ہیں اور ان کے کشفوں اور الہاموں کا حال یہ ہے کہ خدا ان کو کہتا تو کچھ اور ہے اور ہو کچھ اور جاتا ہے۔ اور پھر ایک نہیں دو نہیں کئی ہیں حقیقۃ الوحی میں ہم نے نمونہ کے طور پر لکھ دیئے ہیں۔ دیکھو غلام دستگیر نے لکھا تھا کہ جیسے مجمع بحار الانوار کے مولف کی دعا سے ان کے زمانہ کے مہدی کاذب کا بیڑا غارت ہوا تھا ویسے ہی میری دعا سے مرزا قادیانی جڑھ سے کاٹا جاوے۔ پھر دیکھو وہ خود ہی تباہ ہوگیا۔ اور یہ باتیں ایسی نہیں جو یونہی چھوڑ دی جاویں بلکہ ان پر غور کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔ اصل میں جیسے کفار و مشرک لوگ آنحضرت صلعم کو ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑانا چاہتے تھے۔ ویسے ہی ہم کو بھی ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا چاہتے ہیں۔ اب تو وہ عورتوں کی طرح چھپ کر بیٹھا ہوا ہوگا۔ اصل میں دلّی میں ہنسی ٹھٹھا بہت ہے۔ کوئی دیندار ایسے لفظ کب استعمال کر سکتا ہے کہ ایسا شخص جو نصرانیت کے شرک میں مبتلا ہو اور ایک انسان کو پوجنے والا ہو اصلی مسیح ہے۔ خیال تو کرو کہ مسلمان ہو کر اپنے مذہب کو کیسے ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتا ہے آریہ وغیرہ بھی اپنے مذہب سے ایسے ٹھٹھے نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دلی کی کمبختی کچھ باقی ہے۔

(۱۱ ستمبر بوقت ظہر)

فرمایا۔ سنت اللہ اسی طرح سے جاری ہے اور ہمارا اعتقاد بھی یہی ہے کہ بعض لوگوں کو نہ ہی تو خدا کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے اخلاق عادات اچھے ہوتے ہیں۔ مگر جب کسی اپنے پرائے نے مرنا ہو یا کوئی اور ایسا ہی واقع ہونا ہو تو بعض اوقات خوابوں کے ذریعے کچھ نہ کچھ اطلاع ہو جاتی ہے۔ یہانتک کہ ایک چوہڑی کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ اسکی اکثر خوابیں سچی نکلا کرتی تھیں بلکہ ایک پہلے درجہ کی زانیہ اور بدکار عورت کو بھی کچھ نہ کچھ خوابیں آسکتی ہیں۔ اور بازاری عورتیں طوائف وغیرہ بھی اکثر اوقات بیان کیا کرتی ہیں کہ میری فلاں خواب سچی نکلی۔ ہاں اگر یہ سوال کیا جاوے کہ خدا نے ایسا کیوں کیا تو اس بات کا جواب یہ ہے کہ تا یہ لوگ ایسا نمونہ پاکر کار خانہ نبوت کو سمجھ لیں اگر ایسا نمونہ نہ ہوتا تو پھر نبیوں کے تعلق کو سمجھنے میں دقت ہوتی یہ بھی بات ہے کہ کافر فاسق فاجر سب کو سچی خوابیں کبھی کبھی آ جایا کرتی ہیں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تم لوگ باوجود طرح طرح کے فسق و فجور اور دنیا کے گند میں مبتلا ہونے کے ایسی خوابیں دیکھ لیا کرتے ہو تو پھر وہ جو ہر وقت خدا کے پاس رہتے ہیں اور اسی کے آستانہ پر ہر دم گرے رہتے ہیں ان کو سچا کیوں نہ سمجھا جائے۔ ایکدفعہ چند آریہ ہندو ہمارے پاس آئے تھے اور کہنے لگے کہ ہمیں بھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ میں نے ان کو یہی کہا تھا کہ ہم تو مانتے ہیں کہ چوہڑوں اور چماروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ جس کو سچی خواب آوے اسکی عملی حالت بھی بڑی اعلےٰ ہے اور اس کا دل بڑا پاک ہے۔ بلکہ یہ تو کارخانہ نبوت کو سمجھنے کے لئے ہر ایک کی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے ایک مادہ رکھا ہے۔

فرمایا۔ مبارک احمد کی نسبت جو کچھ قبل از وقت لکھا گیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر اسکی والدہ کی نسبت خاص طور پر الہام ہوا کہ "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر" اور پھر چار دفعہ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا" اور پھر "لائف آف پین" یعنی تلخ زندگی۔ اگر یکجائی طور پر ایک دشمن بھی دیکھے تو بجز اس کے کچھ بھی جواب نہیں دے سکیگا کہ خدا کا ایک نشان ظہور میں آیا ہے ہاں اگر بیحیائی اور شرارت سے کام لے تو اور بات ہے چاہیئے کہ منہاج نبوت پر یکجائی طور پر دیکھے یہ نشان صداقت عقلی طور پر بھی ماننا پڑتا ہے یکجا دیکھا جاوے یا کم از کم عقل کے رو سے ہی سہی کہ اتنے پیچے تھے اور صرف مبارک کی نسبت ایسا لکھا گیا کیا کوئی انسان عقل سے ایسا کر سکتا ہے موت فوت کی خبر دینا یہ خدا کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ خدا کا فضل ہے جو سب کچھ پہلے ہی ظاہر کر دیا گیا تھا۔ اگر اب کہتے تو کون مانتا۔ سوچنا چاہیئے کہ آیا جو کچھ وفات تک پہلے ظاہر کیا گیا ہے وہ وفات بتلا رہا ہے یا زندگی "انی اسقط من اللہ واصیبہ" تو مبارک کی ولادت سے بھی پہلے کہا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ تو صاف فرماتا ہے۔ فانا ظہیر علی عیبہ احدا الا من ارتضی من رسول [illegible] + فرمایا کہ ذرا سی مجھے غنودگی ہوئی [illegible]

حضرت اقدس کا ایک پُرانا خط

حضرت اقدس علیہ السلام نے قاضی سلطان محمود صاحب آئی اعوان والے کو خط لکھا ہے اس کی تحریک مولوی فضل الدین صاحب ساکن کھاریاں نے جو آجکل یہاں ہیں اور ہمارے مخلص احباب سے ہیں کی۔ یہ مولوی صاحب قاضی صاحب کے شاگرد اور معتقد ہیں۔ پانچ سال قاضی صاحب سے تعلیم پاتے رہے۔ بڑے ہی عابد۔ زاہد۔ نیک اخلاق آدمی ہیں ان کا ابتک مضبوط خیال ہے کہ قاضی صاحب متکبر دنیا طلب آدمی نہیں رائے اور اعتقاد کی غلطی میں مبتلا ہیں اور ممکن ہے کہ مغالطہ سے نکل جائیں۔ حضرت نے انکی خاطر خط لکھدیا ہے:۔ رات اس قدر لمبی تقریر فرمائی۔ کہ اگر کوئی لکھتا تو رسالہ مرتب ہو جاتا۔ بڑے درد دل کے ساتھ سلسلہ کلام شروع کیا کہ ہماری جماعت کا اعلیٰ فرض ہے کہ وہ اپنے اخلاق کا تزکیہ کریں اور حقوق عباد اور حقوق اللہ کے ادا کرنے کی وقیق سے دقیق رعایت کیا کریں کوئی منصوبہ اور جہل ان کے کسی عضو پر نہ ہو کوئی کتا اور بلی ہی ان کے احسان سے محروم نہ رہے۔ چہ جائیکہ بنی آدم ہیں ان لوگوں کو بہت بُرا جانتا ہوں۔ جو دین کی آڑ میں کسی غیر قوم کی جانی اور مالی ایذا روا رکھتے ہیں۔ غرض خلاصہ ساری تقریر کا یہی ہے کہ اب وقت ہے کہ جماعت اپنی حالت میں بیّن تبدیلی دکھائے۔ فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ بہت سے عظیم الشان نشان تیرے ہاتھ سے ظاہر ہونگے۔ مگر یہ علم مجھکو نہیں دیا گیا۔ کہ کون کون لوگ اس سے مستفید ہونگے۔ فرمایا کہ نشانوں کی ناقدری دو طرح سے وقوع میں آتی ہے ایک کفر و انکار سے اور ایک اس طرح سے کہ دور دور تک اس کے وقوع کے بعد دل دادہ کیجائے اور بہر حال ذہن سے فراموش کر ڈالا جائے اور خدا کی عظمت و جبروت اس کے وقوع کے بعد نئے سرے دل پر وارد نہ کیجائے۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کا بھی یہی حال ہے کہ نشان الٰہی کی چنداں پروا نہیں کرتے اور غفلت و تساہل سے وقت گذارتے ہیں اور اکثر انمیں ایسے ہیں کہ سوز و گداز ان کے افعال میں نظر نہیں آتا۔ فرمایا اگر دین الٰہی کے اعلا اور تعظیم اور حرمات الہیہ کی ہتک کے انتقام کے لئے روح میں جوش اور قوت اور عقد ہمت نہ ہو۔ تو یہ نمازیں نری جنتر منتر ہیں اب وقت ہے کہ گداز گداز ہو ہو جائیں اور رات دن دعاؤں میں مصروف رہیں۔ میں فکر و غم میں ہلاک ہوا جاتا ہوں۔ مگر جب دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ہنوز یہ روح پیدا نہیں ہوئی۔ میں ان رسمی نمازوں کا ہرگز قایل نہیں۔ جو رسم و عادت کے پیرایہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ اس وقت دیکھتا ہے کہ کن لوگوں نے گذشتہ نشانوں کی قدردانی کی اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کی وہ انہی کو آیندہ بھی مستفید ہونیکی توفیق بخشے گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں ویسا بننے کی توفیق دے۔ جو ہمارے امام کی آرزو ہے:۔

خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

۷۔ شعبان المبارک ۱۳۱۸ھ

از عاجز باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایّد۔

بخدمت اخویم مولوی سلطان محمود صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا میں مامور ہوں۔ کہ ہر ایک رشید اور سعید کو اپنی بابت سے اطلاع دوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودہویں صدی کے سر پر اس قسم کی تجدید کے لئے بھیجا ہے۔ کہ تا وہ فتنہ عیسائیت کا جس کے بیرونی حملوں سے اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور نیز وہ فتنہ اندرونی جو خود مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اور ایمانی حالت تنزل میں ہے۔ یہ دونوں فتنے میرے ذریعہ سے فرو کئے جائیں۔ چنانچہ اس حکیم مطلق نے بیرونی اصلاح کے لحاظ سے جو متعلق کسر صلیب ہے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے اور اندرونی فتنہ کے فرو کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی ہدایت پر قائم کرنے کے لحاظ سے میرا نام مہدی معہود رکھا ہے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ جس کے ہاتھ سے فرو ہو اور بگڑی ہوئی عیسائیت کا زوال ہو وہ وہی مجدد ہے جس کا نام آسمان پر مسیح ہے اور وہ شخص جو ایسے وقت میں آوے۔ کہ جب اکثر مسلمان مغز اور حقیقت کو کھو بیٹھے ہوں اور وہ اس لئے بھیجا جاتا ہے۔ کہ تا دوبارہ حقیقی ہدایت اور ایمان کی روح ان کے اندر پھونکی جائے وہ وہی مجدد ہے جس کا نام مہدی ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ لا مہدی الا عیسٰی۔ اور خدا نے چودہویں صدی کو اس لئے خاص کیا۔ کیونکہ کمال نور کا نظارہ صرف چودہویں رات میں ہوتا ہے اور چودہویں رات کے دونوں طرف اختلاط ہے اور جو شخص زمانہ کی حالت موجودہ پر ایک نظر ڈالے گا اور بیرونی حملوں اور اندرونی فسادوں کو دیکھیگا۔ اگر وہ فراست رکھتا ہو تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ خود زمانہ کی حالت موجودہ نے چاہا ہے کہ اسی صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے پکارا جاوے۔ کیونکہ آسمان پر خدمتوں اور کاموں کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے۔ پھر جسکی خدمت کسر صلیب ہے۔ اس کا نام بجز مسیح موعود کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور جو قوم کے مردہ قالب میں دوبارہ ہدایت اور ایمان اور تقویٰ کی روح ڈالنا چاہتا ہے وہ بجز مہدی کے کس نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ کیا سچ نہیں کہ آسمان پکار رہا ہے اور زمین فریاد کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد کا نام ہلجانا حالت موجودہ اور مفاسد مشہودہ اندرونی اور بیرونی کے مسیح اور مہدی ہونا چاہئے۔ اگر یہ حالت موجودہ خود مجھکو طبعاً یہ دونوں خطاب عطا نہیں کرتی۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اور اگر کرتی ہے تو ہر ایک متقی خدا ترس کے لئے واجب اور لازم ہے کہ میرے انصار میں سے ہو جاوے اسی بنا پر میں آپ پر نیک ظن کر کے یہ خط آپ کی طرف لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ اس روز سے ڈر کر جبکہ ایک ذرہ انحراف اور خدا کی راہ میں سستی کرنا انحطاط اعمال کا موجب ہوگا میری نصرت میں لگ جاویں ہر ایک روح خود پسندی سے خالی ہو کر میری نسبت خدا تعالیٰ سے گواہی طلب کریں گے خدا تعالیٰ میری مسیحائی کی اس کو خبر دیگا۔ سو اے عزیز! خدا سے خوف کر کے اور اس دن سے ڈر کر جبکہ ہر ایک شخص کو اپنی لاپروائی کی بازپرس ہوگی۔ میرے معاملہ میں خدا سے روشنی مانگو۔ تا اس جماعت میں شمار نہ کئے جاؤ۔ جنہوں نے خدا کے مسیح کو پا کر۔ سر اٹھا کر اسکی طرف نہ دیکھا یہ میری طرف سے ایک تبلیغ ہے اور ان تمام لوگوں کا بوجھ آپ کے سر پر ہے۔ جو آپ کے ایک ذرہ اشارہ سے حق کو قبول کر سکتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ الراقم المامور من الرب الغفور میرزا غلام احمد

مکرر یہ کہ حضرت احدیت کا محب صادق جو اپنے تئیں محجوبانہ حالت میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ کسی حصہ تاریکی کے ساتھ اس دار ناپایدار سے سفر کرنا

چاہتا ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اپنی صحت کی منزل کو اپنی استعداد کے موافق پورا کرے۔ کیونکہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اور حقایق معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اس وقت ٹھوکر نہ کہاوے اور اس سعادت سے عمداً محروم نہ رہے جس کے آسمان سے دروازے کہولے گئے ہیں۔ فقط

خطبۃ النکاح

(از حکیم الامۃ - ۱۳ ستمبر ۱۹۰۷ء)

سید عبدالرحیم سیالکوٹی کا نکاح منشی عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی کی دختر نیک اختر امۃ اللہ نام سے یک صد روپیہ مہر پر پڑہا گیا۔ اللہ تعالےٰ اس نکاح کو مبارک کرے۔ ظہیر

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔ امابعده ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهدی الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔

اسلامیوں کی ہر ایک کتاب ہر ایک سبق ہر ایک تصنیف اور خطوط وغیرہ میں ہمیشہ یہ بات مدنظر رکہی گئی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی بزرگی عظمت بڑائی اور کبریائی کا بیان ہو ہر ایک تحریر اور تقریر سے پہلے اسی کی صفات کا تذکرہ اور اسی کی حمد و ستایش کو مقدم رکہا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہر ایک سبق سے پہلے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑہا جاتا ہے غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ انسان کے اقوال ہوں یا افعال ہوں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مدنظر رکہنا چاہئے۔ اور ہر ایک کام میں خواہ وہ چہوٹے ہوں یا بڑے ہوں خدا کی عظمت کا خیال رکہا جاوے۔ یہاں تک کہ پاخانہ میں جانے کے لئے بھی دعائیں سکہائی ہیں۔ الٰہی جیسے ظاہری طور پر گندگی دور کرنے کا مجہے تقاضا ہوا ہے ویسے ہی روحانی طور پر بھی گندگی دور کرنے کا تقاضا ہو اور جیسے یہ گندگی دور ہو گئی ہے ویسے ہی میری روحانی گندگی اور میل کچیل بھی دور ہو۔ ایسے ہی کہانا کہانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑہکر کہانا شروع کرنا چاہئے۔ اور ختم کرتے وقت الحمد للہ رب العالمین جیسی دعا سکہائی ہے۔ ایسے ہی بیوی کے ساتہ صحبت کرنے کے لئے بھی دعائیں سکہائی ہیں اور پہر فراغت کے لئے بھی دعائیں بتائی ہیں۔ یہانتک کہ بازاروں میں جانے کی بھی دعائیں ہیں اور واپس آنے کی بھی دعائیں ہیں مسجدوں کے اندر داخل ہونے کی بھی دعائیں ہیں اور مسجد سے باہر نکلنے کی بھی دعائیں ہیں۔ اور مطلب ان کا یہی ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت و رضامندی کا خیال ہر دم کر لیا جاوے۔ اس کے انعاموں کو یاد کرکے اور فضلوں کا امیدوار بن کے ہر ایک کام کو کرنا چاہئے۔ بڑے بڑے کاموں میں سے نکاح بھی ایک کام ہے۔ اکثر لوگوں کا یہی خیال ہوتا ہے کہ بڑی قوم کا انسان ہو حسب نسب میں اعلےٰ ہو مال اس کے پاس بہت ہو دولت اور جلال ہو۔ خوبصورت اور جوان ہو مگر ہمارے نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ کوشش کیا کرو کہ دیندار اور نیکو کار انسان ملجاوے۔ اور چونکہ حقیقی علم اخلاق عادات اور دینداری سے آگاہ ہونا مشکل کام ہے جلدی سے پتہ نہیں لگ سکتا اس لئے فرمایا کہ استخارہ ضرور کر لیا کرو۔ اور صرف ناطہ کی رسم رکہی ہے اور نکاح کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس سے غرض صرف مستی کا مٹانا ہی نہ ہو۔ بلکہ محصنين غير مسافحين کو مدنظر رکہے۔ اور ہر ایک بات میں اس خدا کے آگے جس کے ہاتہ میں مال جان اخلاق و عادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے۔ اور بے پرواہی سے کام نہ لے خواہ وہ انتخاب لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا۔ کیونکہ بعد میں بڑے بڑے ابتلاؤں کا سامنا ہوا کرتا ہے اور ابتلا کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔

۱۔ راستبازوں اور اولوالعزم نبیوں پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

واذا ابتلى ابراهيم ربه ۱/۱۵

۲۔ بد ذاتوں۔ بے ایمانوں کافروں اور مشرکوں پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

نبلوهم بما كانوا يفسقون ۹/۱۱

۳۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بھی ہے انپر بھی ابتلا آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ وبلوناهم بالحسنات والسيئات لعلهم يرجعون ۹/۱۱

۴۔ اور کبھی ابتلا ترقی مدارج کے لئے بھی آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ ولنبلونكم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرين۔ الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون۔ اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون ۲/۳

انسان کا نکاح اصل میں ایک نیا رشتہ ہوتا ہے۔ ایک اجنبی عورت سے تعلقات شروع ہو جاتے ہیں بعض ملکوں میں تو عورت کو مرد کا یا مرد کو عورت کا پتہ تک بھی نہیں ہوتا۔ اور ان کا آپسمیں نکاح شروع کر دیتے ہیں۔ عورتیں حقیقت میں فطرتاً ناقص العقل اور ناقص الدین ہوتی ہیں۔ اور پہر بدقسمتی سے ہمارے ملک میں تو عورتیں کچہ پڑہی لکہی بھی کم ہوتی ہیں۔ لوگوں کی غفلت سستی اور کاہلی کے سبب سے بہت ہی کم عورتیں تعلیم یافتہ ملیں گی۔ اور پہر بے پرواہی اور غفلت کے سبب سے عورتوں کی تعلیم میں بہت کم توجہ کیجاتی ہے اور ایسے ضروری کام میں بہت بے توجہی سے کام لیا جاتا ہے۔ مرد فطرتاً چاہتا ہے کہ میری بیوی میرے رنگ میں رنگین ہو جاوے اور ہر طرح سے میرے مذاق کے مطابق بنجاوے۔ اس لئے بعض وقت خفا ہو کر اور غصہ میں آکر طعن اور تشنیع دیتا ہے اتنا نہیں سوچتا کہ مجہے تو دنیا کے سرد و گرم کی واقفیت بڑے بڑے تجربہ کاروں کی صحبت کا اثر اور عمدہ عمدہ مجلسوں کی اعلےٰ اعلےٰ باتوں کے باعث ہے۔ اور اس بیچاری کو اتنی خبر ہی کہاں ہے اور ایسا موقع ہی کب میسر آسکتا ہے۔ اور پہر عورت مرد کے تعلق کی آپسمیں ایسی خطرناک ذمہ واری ہوتی ہے کہ بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حسن و جمال کا خیال بھی نہیں رہتا اور عورتیں کسی نہ کسی نہج میں ناپسند ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے کسی فعل سے کراہت پیدا ہوتے ہوتے کچہ اور کا اور ہی بنجاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا كثيرا

پس عزیزو۔ تم دیکھو اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک کرو تاکہ شاید خدا تعالیٰ اسی میں تمہارے لئے بہتری اور خوبی رکھ دے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہو۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ مجھ پر حملہ کرتا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ بلکہ مجھے شروع سے ایک درد مند دل دیا گیا ہے۔ پس چاہئے کہ اپنے اقوال اور افعال کا بہت مطالعہ کرو۔ اب میں وہ آیات پڑھتا ہوں جو حضرت نبی کریم صلعم اکثر اوقات نکاحوں کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ۴/۳ -

غرض مومن کو چاہئے کہ تقوے کے لئے بیاہ کرے۔ بیاہ سے غرض صرف تقویٰ ہو۔ ہر ایک چیز کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ اخلاق پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ خدا اس سے راضی ہوگا کہ نہیں۔ ہوگا مخلوق کو کوئی نفع پہونچے گا کہ نہیں پہونچے گا۔

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما - ۲۲/۴

نکاحوں کے معاملات میں بعض لوگ پہلے بڑے لمبے چوڑے وعدے دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا کریں گے اور ہم کو اس طور پر خوش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کریں گے وہ کریں گے مگر جب نیا معاملہ پیش آ جاتا ہے تو پھر بہت مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔ اور بد عہدی کرنی پڑتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ پہلے ہر ایک بات کو اچھی طرح سے سوچ لو اور بڑا سوچ سمجھ کر نکاح کا معاملہ کیا کرو۔ اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں تبدیلی اور اصلاح کریگا۔ اور جو شخص اللہ کی اطاعت کر کے رسول اللہ صلعم کا کہا مانتا ہے اصل میں وہی اچھی طرح سے بامراد اور کامیاب ہوتا ہے۔

يا ايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذى تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا ۴/۱۲

نکاح کے اصل اغراض یہ ہیں کہ انسان کو ایک قسم کا آرام حاصل ہو اور بہت سی حاجات رفع ہوں۔ اور صالح اولاد حاصل ہو۔ جیسے دعا سکھائی رب هب لى من لدنك ذرية طيبة ۳/۱۲

ایک دفعہ الحکم[*] کے ایڈیٹر شیخ یعقوب علی نے اولاد کے حصول کے لئے بڑے بڑے اشتہار مجھے دکھائے اور کہا کہ آپ کے اولاد نہیں ہوتی دیکھو کتنا بڑا دعوےٰ کرتا ہے آپ ضرور اس اشتہار پر عمل کریں۔ میں نے اسے یہی جواب دیا تھا کہ ایسی اولاد کی مجھے ضرورت ہی نہیں نفس اولاد چیز کیا ہے مجھے تو سعادتمند روح کی ضرورت ہے۔ اور رشد اور سعادت کا پتہ غالباً اٹھارہ برس کی عمر تک لگ ہی سکتا ہے اگر اس طرح کی اولاد کوئی ٹھیکہ اٹھاوے تو ہم اس کے اشتہار پر عمل کر سکتے ہیں۔ تب اس نے جواب میں کہا کہ ایسا تو وہ نہیں کر سکتے۔ پھر میں نے جواب دیا کہ مجھے دس بیس والی اولاد کی ضرورت ہی نہیں ایسی اولاد کا فائدہ ہی کیا ہے نہ ہو تو بہتر ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت نکاح کرو تاکہ میری امت بڑھے یہ تو نہیں کہا کہ انسان بہت سارے ہوں یہی کہا ہے کہ میری امت بہت ہو۔ غرض مومن کو چاہئے کہ اپنی بیوی سے جماع کرتے وقت اور اپنے اقوال اور افعال میں بھی تقوے کو مدنظر رکھے۔ اور ہر فعل میں خدا کی رضامندی کا خواہاں رہے۔ خدا کرے کہ تمہارے تقوے میں ترقی ہو۔ آمین۔

ایک غور طلب امر

کسی پچھلے پرچہ میں ضرورت نبوت پر میں نے ایک مضمون لکھا تھا جس کا مختصر مطلب یہ تھا کہ سلسلہ نبوت کے بغیر خدا تعالیٰ کے وجود کا حقیقی اور یقینی طور پر پتہ لگانا ایک امر محال ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ جو یہودیوں کے نامعلوم رشیوں پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں پر یا آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء پر سلسلہ نبوت کو ختم کر بیٹھے ہیں اور خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ بند کر کے ان واقعات کو محض قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں اس پر توجہ کریں گے اور ان قصوں کی تصدیق کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے قایل ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو معطل اور بیکار قرار نہیں دیں گے۔ آج میں اسی غرض کو مدنظر رکھ کر گناہ کے متعلق ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ عام طور پر لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ "اے بھائی گناہ سے بچ کہ یہ ایک زہر ہے"۔ کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے اور تقریباً کل جہان اس بات پر متفق ہی ہے کہ گناہ بری چیز ہے اس سے بچنا چاہئے اور یہ کہ کسی گناہ کا مرتکب ہونا ہلاکت کی راہ اختیار کرنا ہے مگر جب دنیا کی عملی حالت پر نگاہ کی جاتی ہے تو یہ دیکھ کر حیرانگی ہوتی ہے کہ باوجودیکہ نیک و بد چھوٹے بڑے اس بات پر متفق ہیں کہ نیکی عمدہ چیز ہے اور بڑے بڑے لچے لفنگے اور ادنیٰ درجہ کے بدمعاش اور شریر لوگوں سے بھی ہمیشہ ایسے لوگوں کی ہی تعریف سننے میں آتی ہے جو دیانتدار راستباز نیکوکار اور صالح ہوں۔ مگر پھر بھی نیکی اور بدی میں بکلی تمیز اور تفریق نہیں پائی جاتی جیسے کہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض باتیں ایسی ہی ہیں جو بعض قوموں کے نزدیک تو بری اور نہایت ہی مکروہ سمجھی جاتی ہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک بیگانہ عورت کو عمداً نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے مگر عیسائیوں کے نزدیک بیگانہ عورت سے آنکھیں ملاتے ہوئے ٹکٹکی باندھ

[*] نوٹ۔ میں بحمد اللہ اس امر کا زندہ گواہ ہوں کہ حضرت حکیم الامۃ کو ایک خاص موقعہ پر اس امر کی تحریک کی تھی اور اسکی وجہ یہ تھی کہ میرا دل آرزومند تھا کہ ایسے عالم ربانی کی یادگار ہو جب میں نے ایک اشتہاری طبیب کا ذکر کیا تو مولوی صاحب نے نہایت سنجیدگی سے مجھے فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے مگر خدا کا فضل ہے میری ہاں اولاد ہوتی ہے۔ اور مجھے مجرد اولاد کی حاجت نہیں ہاں مجھے سعادتمند اور سچے مسلمان اولاد کی ضرورت ہے جو اسلام کے لئے نمونہ اور سچی خادم ہو۔ پس اگر ایسا نسخہ کسی کے پاس ہے تو میں بیس ہزار روپیہ تک اس کو دینے کو آمادہ ہوں۔

ایڈیٹر

کرنا اور آپس میں ہاتھ سے ہاتھ ملا کر میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہوئے کسی خوشگوار سبزہ زار یا خوشبودار ہرے بھرے سرسبز باغ کی سیر کرنا اور کبھی کبھی ڈالگی کے طور پر بوس و کنار کرنا اور ساتھ ہی ساتھ باتوں ہی باتوں میں اُس یسوع مسیح پر قربان ہوتے جانا جس نے کفّارہ جیسا عجیب و غریب مسئلہ بنایا ہے۔ ایک قسم کی پاک نعمت سمجھی جاتی ہے۔ اور آریہ صاحبان کے نزدیک اپنی پیاری غمگسار جان نثار وفادار جوان بیوی کا محض اولاد دینے کی غرض کسی بیگانے سے کئے نوجوان سے منہ کالا کروانا وید مقدس کے اعلےٰ اصولوں میں سے ایک ایسا اصول سمجھا جاتا ہے جس پر دنیاوی اور آخروی زندگی کا دارمدار ہے۔ اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ اپنے شائع شدہ اصولوں میں اس بات پر متفق ہی نہیں کہ گناہ کسے کہتے ہیں تو پھر ان سے کسی متفقہ کامیابی اور ترقی کی امید رکھنا محض بے سود ہے۔ مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں اور دیگر معزز صاحبان میں سے جو شریف طبع آدمی ہیں پہلے ان کو اس بات پر متفق ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ بدی کیا چیز ہے اور گناہ کس کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً انہیں بتانا چاہیئے کہ بانیان مذاہب یا اہل دنیا نے افعال کی تقسیم جو دو حصوں میں کی ہے یعنے نیک کام اور بدکام تو آیا یہ تفریق نیک و بد محض قیام انتظام تمدن کے لئے انہوں نے اپنی سمجھ عقل اور تجربہ سے کی ہے یا کہ اس عالم کو پیدا کرنیوالے اور روحوں کی پوشیدہ اور ظاہر خواص اور اسرار کے پورے پورے واقف کار نے خود یہ تقسیم کی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی فعل خلاف نیچر یا خلاف قوانین تمدن یا خلاف قوانین اخلاق کیا جاوے تو وہ گناہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک فعل کا نتیجہ بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ مگر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان گناہوں کا آیندہ زندگی سے بھی کچھ تعلق ہے یا نہیں؟ اور آیا خدا کے نزدیک بھی وہی باتیں گناہ سمجھی جاتی ہیں جو انسانوں کے نزدیک گناہ ہیں یا یہ کہ خدا نے خود نیک و بد باتیں مقرر کی ہیں۔ اور ان میں ایک حد قائم کر دی ہے اور پھر انکی تصدیق بھی ہر زمانہ میں کرتا رہتا ہے۔ یہ ایک سوال ہے جس پر اخباری دنیا کو توجہ کرنی چاہیئے تا کہ گناہ کے اصلی علاج کیطرف رجوع کیا جاوے۔ (ظہیر)

ڈائری

۲۵ ستمبر بوقت ظہر

صحابہؓ کا نمونہ اختیار کرو حضرت اقدس نے فرمایا۔ ایک تجویز کی تھی اگر راست آجاوے تو بڑی مراد ہے یونہی عمر گذرتی جاتی ہے آنحضرت صلعم کے صحابہ میں ایک کا بھی نام نہیں لے سکتے جس نے اپنے لئے کچھ حصہ دین کا اور کچھ حصہ دنیا کا رکھا ہو اور ایک صحابی بھی ایسا نہیں تھا جس نے کچھ دین کی تصدیق کر لی ہو اور کچھ دنیا کی۔ بلکہ وہ سب کے سب منقطعین تھے اور سب کے سب اللہ کی راہ میں جان دینے کو تیار تھے۔ اگر چند آدمی ہماری جماعت میں سے بھی تیار ہوں جو مسائل سے واقف ہوں اور ان کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ قانع بھی ہوں تو ان کو باہر تبلیغ کے لئے بھیجا جاوے۔ بہت علم کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ سب امی ہی تھے۔ حضرت عیسٰیؑ کے حواری بھی امی تھے۔ تقویٰ اور طہارت چاہیئے۔ سچائی کی راہ ایک ایسی راہ ہے جو اللہ تعالیٰ خود ہی عجیب عجیب باتیں سمجھا دیتا ہے۔

لوگ جو اپنے لڑکوں کو تعلیم دینے کے لئے یہاں کے سکول میں بھیجتے ہیں اگرچہ وہ اچھا کرتے ہیں اور یہ اچھا کام ہے مگر وہ محض للہ نہیں بھیجتے کیونکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ جو سرکاری تعلیم اور جماعت بندی اور دوسرے قواعد دیگر سکولوں میں ہیں وہی یہاں بھی ہیں۔ اور یہاں بھیجتے وقت دنیاوی تعلیم کا ہی خصوصیت سے خیال رکھ لیتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ جو تعلیم دوسرے سکولوں میں ہے وہی یہاں ہے۔ مگر تاہم بھی نیک نیتی کی بنا پر یہ سب عمدہ باتیں ہیں اور اس سے کچھ عمدہ نتیجہ ہی نکلنے کی توقع ہے۔ اور یہاں کے سکول میں تعلیم پانے سے

قادیان کے سکول میں پڑھنا بہرصورت مفید ہے اتنا فائدہ تو ضرور ہے۔ کہ دن رات نیکوکاروں اور صادقوں کی صحبت میں رہنا پڑتا ہے۔ عمدہ عمدہ کتابوں اور ہماری تصانیف کے پڑھنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے اور مولوی (نورالدین) صاحب کی عمدہ عمدہ باتوں اور نصیحتوں اور درس کے سننے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور جب بچپن سے ہی ان طالب علموں کے کانوں میں صالح اور راستباز استادوں کی آواز پڑتی ہے تو اس سے وہ متاثر ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ دینداری کیطرف ترقی کرتے رہتے ہیں۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ اس مدرسہ کی بنا فائدہ سے خالی نہیں اگر تین یا چار سو لڑکا تعلیم پاتا ہو تو اتنی امید ہے کہ تیس یا چالیس ہماری منشاء کے مطابق بھی نکل آویں گے۔

مگر جو بات ہم چاہتے ہیں وہ اس سے پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خواہ

حضرت چاہتے ہیں کہ ملونی نہ ہو کچھ ہی ہو یہ باتیں ملونی سے خالی نہیں۔ ہمارا مطلب اس بات کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ خدا جس نمونہ پر اپنا جماعت کو قایم کرنا چاہتا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نمونہ ہے ہم تو منہاج نبوت کے طریق پر ترقیات دیکھنی چاہتے ہیں۔ موجودہ کارروائی کو خالص کارروائی نہیں کر سکتے۔ ہزارہا مرتبہ رائے زنی کی جائے۔ اصل میں جیسا کہ پہلے کل کہا تھا ابھی تو پانی کے ساتھ پیشاب کی ملونی

خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار ہو جاؤ ہے۔ غرض اس طرح کی تعلیم ہماری ترقیات کے لئے کافی نہیں ہمارے سلسلہ کو تو صرف اخلاص صدق اور تقویٰ جلد ترقی دے سکتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ ایک لاکھ سے متجاوز تھے میرا ایمان ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی ملونی والا ایمان نہ تھا۔ ایک بھی ان میں سے ایسا نہ تھا۔ جو کچھ دین کے لئے ہو اور کچھ دنیا کے۔ بلکہ وہ سب کے سب خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار تھے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر $\frac{21}{19}$

جو لوگ ملونی والے ہوتے ہیں ان کو خدا نے منافق کہا ہے بیعت کرنے والوں کو خوش نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ منافق وہ لوگ ہیں جنہوں نے کچھ ملونی کی۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جو منافق تھے اگر وہ آج

منافق کون ہوتے ہیں اگر وہ اس زمانہ میں ہوتے تو بڑے بزرگ اور مومن سمجھے جاتے۔ کیونکہ شرجب بہت

بڑھ جاتا ہے تو اس وقت تھوڑی سی نیکی کی بھی بڑی قدر ہوتی ہے وہ لوگ جن کو منافق کہا گیا ہے اصل میں وہ بڑے بڑے صحابہ کے مقابل پر منافق تھے۔ یاد رکھو جس شخص نے خدا کے ساتھ کچھ حصہ شیطان کا ڈالا وہی منافق ہے۔

فرمایا قرآن شریف میں ہماری جماعت کی نسبت لکھا ہے۔

واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ۲۸/۱۱

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے ایک اور گروہ بھی ہے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں۔ ان کے اخلاق عادات صدق اور اخلاص صحابہ کیطرح ہوگا۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کیجاوے چاہئے کہ ایسے

صحابہ کے نمونہ پر چلنے کا وقت قریب آگیا

آدمی ہم میں منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ انکی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقوی اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں مستقل راست الغذم اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کرسکتے ہوں مسایل سے واقف اور متقی ہوں۔ کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے وہ آپ جاذب ہوتا ہے وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔ جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اس نے پہلے ازل سے ہی ایسے آدمی رکھے ہیں جو نکلیں

متقی میں ایک قوت جذب و کشش ہوتی ہے

صحابہ کے رنگ میں رنگین اور انہیں کے نمونہ پر چلنے والے ہوں گے۔ اور خدا کی راہ میں ہر طرح کی [illegible]

وہ تھوڑا دست کا درجہ پائیں گے۔

مجرد اقوال کچھ نہیں اسلام کو قبول کرنا

اللہ تعالیٰ نرے اقوال کو پسند نہیں کرتا اسلام کا لفظ [illegible] دلالت کرتا ہے کہ [illegible] ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے [illegible] انسان خدا کی راہ میں جان [illegible] کے لئے تیار رہے۔ آنحضرت صلعم کے پاس ایک قوم آئی [illegible] کہنے لگی کہ [illegible] رخصت کر دیجئے ہماری نماز بھی معاف کیجائے آنحضرت

وہ دین ہی نہیں جس میں عملی آزمائش نہیں

نے فرمایا کہ وہ دین ہی نہیں جس میں [illegible] جبتک عملی طور پر ثابت نہ ہو کہ خدا کے لئے تکلیف گوارا کرسکتے ہو تب تک نرے اقوال سے کچھ نہیں بنتا۔ نصاری نے بھی جب عملی حالت سے لاپرواہی کی تو پھر ان کی دیکھو کیسی حالت ہو گئی کہ کفارہ جیسا مسئلہ بنا لیا گیا۔ اگر آدمی صدق دل سے محض خدا کے لئے قدم اٹھاوے تو میرا ایمان ہے کہ بہت برکت ہوگی میں تو جانتا ہوں

ایک ہی قدم میں ولی بن سکتا ہے

کہ وہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاوے گا یاد رکھو ایک قدم سے ہی انسان ولی بن جاتا ہے جب غیراللہ کی خراکت نکال لی بس عباد الرحمن میں داخل ہوگیا۔ جب اس کے دل میں محض خدا ہی خدا ہے اور کچھ نہیں تو پھر ایسے کو ہی ہم ولی کہتے ہیں۔ دیکھو صادق کے واسطے یہ کوئی مشکل کام نہیں اس میں ایک کشش ہوتی ہے وہ خالی جاتا ہی نہیں۔

ایمانی اصول کیا چاہتا ہے

دنیا کی زندگی کا آرام ہو ہر طرح سے آسودگی اور عیش و عشرت کے سامان ہوں یہ ایمانی اصول کے مخالف پڑا ہوا ہے۔ ایمانی اصول تو چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کا نہ دن

نہ رات کوئی وقت آرام سے گذرتا ہی نہیں۔ ایک مرحلہ مصائب کا اگر طے کرتے ہیں تو دوسرا مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ کاش اگر صحابہ کیطرح بعد میں آتے تو ایک ہی کا نمونہ رہتا۔ مگر وہ دل نہ ہوئے جو ان کے تھے وہ اخلاص اور صدق نہ ہوا جو ان کا تھا۔ وہ تقوی اور استقلال نہ رہا جو ان کا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگ گو مالی امداد میں تو کچھ فرق نہیں کرتے

ہماری جماعت کو کیا چاہئے

مگر اللہ تعالیٰ تو ہر امر میں آزمانا چاہتا ہے اب تلوار کی بجائے گالیاں کہا کہ صبر کرنا چاہئے۔ چاہئے کہ بڑی نرمی اور خوش خلق سے لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے جاویں۔ بہ نسبت شہروں کے دیہات کے لوگوں میں سادگی بہت ہے اور ہمارے دعوی سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کو نرمی سے سمجھایا جاوے تو امید ہے کہ سمجھ لیں گے۔ جلسوں کی بھی ضرورت نہیں اور نہ ہی بازاروں میں کھڑے ہو کر لیکچر دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس طرح سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ چاہئے کہ ایک ایک فرد سے علیحدہ علیحدہ مل کر اپنے

جلسوں اور لیکچروں میں فتنہ اور ہارجیت کا خیال

قصے بیان کئے جاویں۔ جلسوں میں تو ہارجیت کا خیال ہو جاتا ہے۔ چاہئے کہ دوستانہ طور پر شریفوں سے ملاقات کرتے رہے اور رفتہ رفتہ موقع پا کر اپنا قصہ سنادیا۔ بحث کا طریق اچھا نہیں بلکہ ایک ایک فرد سے اپنا حال بیان کیا اور بڑی آہستگی اور نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ پھر تم دیکھوگے کہ بہت سے آدمی ایسے بھی نکلیں گے جو کہیں گے کہ ہم پر تو ان مولویوں نے اصلیت ظاہر ہی نہیں ہونے دی۔ چاہئے کہ جس شخص میں علم اور رشد کا مادہ دیکھا اسی کو اپنا قصہ بتا دیا اور فرداً فرداً واقفیت بڑہاتے رہے۔ یہ نہیں کہ سب کے سب ظالم طبع اور شریر ہوتے ہیں بلکہ شریف

جہاں بد ہوں وہاں نیک بھی ہوتے ہیں

اور مخلص بھی انہیں میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ لاہور کی نسبت ایک شخص نے رات کے پہلے حصہ میں کشف میں دیکھا کہ زنا فسق و فجور بدکاری اور بےحیائی کا بازار بڑا گرم ہے تب وہ جاگا اور خیال کیا کہ اگر ایسا ہی حال ہے تو یہ شہر تباہ کیوں نہیں ہوتا مگر جب وہ تہجد کی نماز پڑھ کر پچھلی رات کو پھر سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ صدہا آدمی ہیں جو دعاؤں میں مشغول ہیں اور خدا کی یاد میں مصروف ہیں۔ کوئی صدقہ اور خیرات کر رہے ہیں کوئی بیکسوں اور یتیموں کی مدد کر رہے ہیں۔ غرض توبہ اور استغفار کا بازار گرم ہے۔ تب اس نے سمجھا کہ انہیں کیخاطر یہ شہر بچا ہوا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے

نیکوں کیخاطر بد بچائے جاتے ہیں

کہ ابرار اخیار کے واسطے بڑے بڑے بدکار اور بد معاش آدمی بھی بچائے جاتے ہیں۔ یاد رکھو کچھ نہ کچھ نیک لوگ بھی ضرور مخفی ہوتے ہیں۔ اگر سب ہی بد ہوں تو پھر دنیا ہی تباہ ہو جاوے۔

اطلاع

منشی حسن علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گوجرانوالہ سے احمدی احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ انکی والدہ مرحومہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا جاوے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا